رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۶۱ RG. L.P.N. 861

جلد ۲ | ۱۲ر نبوت ۱۳۳۲ ہش - ۱۳۰ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۲ر نومبر ۱۹۵۳ء | نمبر ۴۹

## اخبار احمدیہ

ربوہ سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی مگر حضور اقدس مع اہل بیت و بزرگان سلسلہ بخیریت خدمات سلسلہ میں معروف ہیں۔ احباب اپنے مقدس آقا کی صحت و مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

## نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

از حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

مصطفےٰ پر تیرا بیحد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیرِ رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

# کمیشن کے بعض ضروری سوالات کے جوابات

گذشتہ دنوں ایک عدالتی کمیشن کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ ربوہ کو بعض ضروری مذہبی سوالات بغرض جواب دیئے گئے تھے ان کے جو جوابات صدر انجمن احمدیہ مذکور کی طرف سے پیش کئے گئے۔ وہ قارئین کرام کے استفادہ کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ ان جوابات سے بہت سی غلط فہمیاں جو جماعت احمدیہ کے عقائد کے متعلق پائی جاتی ہیں۔ دور ہو جائیں گی۔ اس ضمن میں ایک طویل بیان سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی نے بھی جماعت احمدیہ کے خلاف دیا تھا اس پر جو تبصرہ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے کیا گیا وہ انشاء اللہ قریب کی اشاعت میں پیش کیا جائے گا۔ (ایڈیٹر)

**سوال نمبر ۱-** جو مسلمان مرزا غلام احمد صاحب کو نبی، مُلہم اور مامور من اللہ نہیں مانتے کیا وہ مومن اور مسلمان ہیں؟

**جواب:-** "مسلم" اور "مومن" قرآن مجید کے محاورات کو دیکھتے ہوئے دو الگ الگ معنے رکھتے ہیں۔ "مسلم" نام امتِ محمدیہ کے افراد کا ہے۔ اور "ایمان" دراصل اس روحانی اور قلبی کیفیت کا نام ہے۔ جس کو کوئی دوسرا جان نہیں سکتا۔ خدا تعالےٰ ہی اس سے واقف ہوتا ہے۔

جہاں تک لفظ "مسلم" کا تعلق ہے قرآن کریم کی آیت "ھو سمّٰکم المسلمین" (سورہ حج رکوع ۱۰) کے مطابق امت محمدیہ کا ہر فرد مسلم کہلانے کا مستحق ہے۔ اس تعریف کی تاکید اس حدیث صحیح سے بھی ہوتی ہے کہ "من صلّی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ" (بخاری بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الایمان ص۱۲ مطبع اصح المطابع)

یعنے جو شخص بھی ہمارے قبلہ (یعنی کعبہ) کی طرف منہ کر کے مسلمانوں کی نماز پڑھے اور مسلمانوں کا ذبیحہ کھائے۔ پس وہ مسلمان ہے جس کو خدا اور اس کے رسول کی حفاظت حاصل ہے۔

باقی رہا "مومن" سو کسی کو مومن قرار دینا درحقیقت صرف خدا تعالےٰ کا کام ہے۔ عام اصطلاح میں "مسلم" اور "مومن" ایک معنوں میں استعمال ہو جاتے ہیں۔ لیکن درحقیقت "مومن" خاص ہے اور "مسلم" عام۔ پس ہر مومن "مسلم" ضرور ہوگا۔ لیکن ہر "مسلم" کا "مومن" ہونا ضروری نہیں۔

مندرجہ بالا تشریح کے مطابق جو شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہے۔ اور آپ کی "امت" میں سے ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ وہ اپنے کسی عقیدہ یا عمل کی دانستہ یا نادانستہ غلطی کی وجہ سے اس نام سے محروم نہیں ہو سکتا۔ ظاہر ہے کہ اس تشریح کے مطابق اور قرآن کریم کی آیت "ھو سمّٰکم المسلمین" کے تحت کسی شخص کو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو نہ ماننے کی وجہ سے غیر مسلم نہیں کہا جا سکتا۔

ممکن ہے ہماری بعض سابقہ تحریرات سے غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اُن کے متعلق ہم کہہ دینا چاہتے ہیں کہ ہماری ان بعض سابقہ تحریرات میں جو اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں۔ وہ ہماری مخصوص ہیں۔ عام محاورہ کو جو مسلمانوں میں رائج ہے استعمال نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ہم نے اس مسئلہ پر یہ کتابیں غیر احمدیوں کو مخاطب کر کے شائع نہیں کیں۔ بلکہ ہماری یہ تحریرات جماعت کے ایک حصہ کو مخاطب کر کے لکھی گئی ہیں۔ اس لئے ان تحریرات میں ان اصطلاحات کو مدنظر رکھنا ضروری نہیں تھا۔ جو دوسرے مسلمانوں میں رائج ہیں۔

ہمارے اس عقیدہ کی تائید کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو نہ ماننے والا مسلمان "مسلمان" ہی کہلائے گا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے الہامات سے بھی ہوتی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو آپ کا الہام

"مسلماں را مسلماں باز کردند"

(حقیقۃ الوحی ص۱۰۷ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

یعنی آپ کی بعثت کی غرض مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنانا ہے۔ ایک دوسرے الہام میں خدا تعالےٰ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو یہ دعا سکھلائی ہے:-

"ربِّ اَصلِح اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ"

(تحفہ بغداد صفحہ ۲۲ مطبوعہ ۱۳۱۱ھ)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی تمام کتابوں میں ان تمام مسلمانوں کو جو آپ کی جماعت میں داخل نہیں "مسلمان" کہہ کر ہی خطاب کیا ہے۔ کیونکہ وہ اسلام کی عمومی تعریف

بھائی عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

کے مطابق کلمہ طیبہ پر ایمان لانے کا اقرار کرتے ہیں[عہ]۔ اسی طرح موجودہ امام جماعت احمدیہ بھی ان کو مسلمان کے لفظ سے خطاب کرتے ہیں۔
(مثلاً ملاحظہ ہو الفضل ۱۹ رمئی ۱۹۴۷ء و الفضل ۱۸ ستمبر ۱۹۴۷ء وغیرہ)

ہاں آنحضرت صلعم نے بھی فرمایا ہے۔ یاتی علی الناس زمانٌ لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہ (مشکوٰۃ کتاب العلم) یعنے لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا۔ یہ حدیث اسی زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے چنانچہ جماعت اسلامی کے امیر مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی بھی موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کو جو ان کی جماعت میں شامل نہیں ہیں صرف رسمی اور اسمی مسلمان قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ مسلمانوں کی دو قسمیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"دنیا میں جو مسلمان پائے گئے ہیں۔ یا آج پائے جاتے ہیں۔ ان سب کو دو حصوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے۔ ایک قسم کے مسلمان وہ جو خدا اور رسول کا اقرار کرکے اسلام کو بحیثیت اپنے مذہب کے مان لیں۔ مگر اپنے اس مذہب کو اپنی کلّی زندگی کا محض ایک جزو اور ایک شعبہ ہی بنا کر رکھیں اس مخصوص جزو اور شعبے میں تو اسلام کے ساتھ عقیدت ہو۔ .... لیکن فی الواقعہ ان کو اسلام سے کوئی علاقہ نہ ہو۔ دوسری قسم کے مسلمان وہ ہیں جو اپنی پوری شخصیت کو اور اپنے سارے وجود کو اسلام کے اندر پوری طرح دے دیں۔ ان کی ساری حیثیتیں ان کے مسلمان ہونے کی حیثیت میں گم ہو جائیں ... یہ دو قسم کے مسلمان حقیقت میں بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہیں چاہے قانونی حیثیت سے دونوں پر لفظ مسلمان کا اطلاق یکساں ہو۔" (رسالہ موسومہ روداد جماعت اسلامی حصہ سوم ص۷۹ تا ۸۰)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

"یہ انبوہ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے۔ اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں۔ نہ حق و باطل کی تمیز سے آشنا ہیں۔ نہ ان کا اخلاقی نقطۂ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آرہا ہے۔"

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم بار ششم ص $\frac{105}{106}$)

اسی طرح موجودہ دور کے مسلمانوں کے متعلق اہل حدیث کا خیال بھی ملاحظہ فرمایا جاوے۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالوی اپنی کتاب اقتراب الساعۃ کے صفحہ ۱۲ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"اب اسلام کا صرف نام۔ قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے۔ مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں۔ لیکن ہدایت سے بالکل ویران ہیں علماء اس امت کے بدتر ان کے ہیں جو نیچے آسمان کے ہیں۔ انہی میں سے فتنے نکلتے ہیں۔ انہی کے اندر پھر کر جاتے ہیں۔"

(اقتراب الساعۃ ص۱۲)

پھر جناب علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے موجودہ مسلمانوں کے متعلق اپنا خیال ان اشعار میں بیان فرمایا ہے کہ:

شور ہے ہوگئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

(بانگ درا ایڈیشن دواز دہم ص۲۲۶ جواب شکوہ)

پھر صرف نام کے طور پر اسلام کے باقی رہنے کے متعلق مولانا حالی کا یہ شعر بھی ملاحظہ فرمایا جاوے:

رہا دین باقی نہ اسلام باقی ؛ اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

(مسدس حالی مطبوعہ تاج کمپنی ص۲۶)

پھر سید عطاء اللہ صاحب بخاری کمیونزم اور اسلام کا مقابلہ کرتے ہوئے مسلمانوں کے متعلق حسب ذیل بیان دیتے ہیں:۔

"مقابلہ تو تب ہو کہ اسلام کہیں موجود بھی ہو! ہمارا اسلام؟ ہم نے اسلام کے نام پر جو کچھ اختیار کر رکھا ہے۔ وہ تو صریح کفر ہے۔ ہمارے دل دین کی محبت سے عاری۔ ہماری آنکھیں بصیرت سے ناآشنا اور کان سچی بات سننے سے گریزاں:

بیدلی ہے تماشہ کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق ؛ بیکسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں

ہمارا اسلام؟

بتوں سے تم کو امیدیں خدا سے نومیدی ؛ مجھے بتاؤ تو سہی اور کافری کیا ہے؟

یہ اسلام جو ہم نے اختیار کر رکھا ہے۔ کیا یہی اسلام ہے جو نبی نے سکھایا تھا؟ کیا ہماری رفتار گفتار۔ کردار میں وہی دین ہے جو خدا نے نازل کیا ہے ..... یہ روزے یہ نمازیں جو ہم میں سے بعض پڑھتے ہیں۔ ان کے پڑھنے میں ہم کتنا وقت صرف کر رہے ہیں؟ جو مصلے پر کھڑا ہے۔ وہ قرآن سنانا نہیں جانتا اور جو سنتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ کیا سن رہے ہیں۔ اور باقی ۲۲ گھنٹے ہم کیا کرتے ہیں؟ میں کہتا ہوں گورنری سے گداگری تک مجھے ایک بات ہی بتلاؤ جو کہ قرآن اور اسلام کے مطابق ہوتی ہے؟۔ ہمارا تو سارا نظام کفر ہے۔ قرآن کے مقابلہ میں ہم نے ابلیس کے دامن میں پناہ لے رکھی ہے۔ قرآن صرف تعویذ کے لئے قسم کھانے کے لئے ہے۔"

(تقریر سید عطاء اللہ شاہ بخاری آزاد ۹ دسمبر ۱۹۴۹ء ص۲)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے کفر و اسلام کے مسئلہ کے متعلق جماعت احمدیہ کا مسلک اور اس کے مقابلہ پر موجودہ زمانے کے دوسرے مسلمان فرقوں کا طریق واضح

---

عہ ملاحظہ ہو رسالہ پیغام صلح مصنفہ مئی ۱۹۰۸ء ص۱ (۱۷ و ۱۸) مطبوعہ ۱۹۳۶ء بار دوم

اور عیاں ہے۔

**سوال نمبر ۲:-** کیا ایسے شخص کافر ہیں؟

**جواب:-** "کافر" کے معنے عربی زبان میں نہ ماننے والے کے ہیں۔ پس جو شخص کسی چیز کو نہیں مانتا اس کے لئے عربی زبان میں "کافر" کا لفظ ہی استعمال ہوگا۔ پس ایسے شخص کو جب تک وہ کہتا ہے کہ میں فلاں چیز کو نہیں مانتا اس کو اس چیز کا کافر ہی سمجھا جائے گا۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام آئمہ اہل بیت کا انکار کرنے والوں کے متعلق فرماتے ہیں:-

من عرفنا کان مومنا. من انکرنا کان کافراً۔ من لم یعرفنا و لم ینکرنا کان ضالاً۔

(الصافی شرح الاصول الکافی باب فرض الطاعۃ الائمۃ کتاب الحجۃ جزو ۳ صفحہ ۱۰ مطبوعہ نولکشور)

یعنی جس نے ہم آئمہ اہلِ بیت کو شناخت کرلیا۔ وہ مومن ہے۔ اور جس نے ہمارا انکار کیا۔ وہ کافر ہے۔ اور جو ہمیں نہ مانتا ہے۔ اور نہ انکار کرتا ہے۔ وہ ضال ہے۔

اس ارشاد سے حضرت امام صاحب کی یہ مراد نہیں ہو سکتی۔ کہ ایسا شخص اُمتِ محمدیہ سے خارج ہے بلکہ جیسا کہ ہم نے اوپر تشریح کی ہے۔ یہی مراد ہو سکتی ہے کہ وہ آئمہ اہلِ بیت کے درجہ کا منکر ہے۔ ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مامور من اللہ کے انکار کے ہرگز یہ معنے نہیں ہوں گے۔ کہ ایسے لوگ اللہ تعالےٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہو کر امتِ محمدیہ سے خارج ہیں۔ یا یہ کہ وہ مسلمانوں کے معاشرہ سے خارج کر دیئے گئے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"اول:- ایک یہ کفر ہے، کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔

دوم:- دوسرے یہ کفر ہے، کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمامِ حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارہ میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے۔ اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے۔ کہ اس قسم کے فتووں میں کبھی حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ یا آپ کی جماعت کی طرف سے ابتداء نہیں ہوئی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ غیر احمدی علماء نے اپنے فتووں میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو آپ کے ابتدائے دعویٰ (۱۸۹۰-۹۱ء) سے ہی نہ صرف "کافر" قرار دیا۔ بلکہ "مرتد"، "زندیق"، "ملحد"، "ابلیس"، "دجال"، "کذاب" وغیرہ الفاظ بھی استعمال کئے اور اس قسم کے اور بہت سے گندے ناموں سے آپ کو یاد کیا گیا۔ اس قسم کے فقرے لکھے گئے۔ اور کتابیں چھاپی گئیں۔ اشتہارات اور پمفلٹوں کے ذریعہ سے ان فتووں کو لوگوں میں پھیلایا گیا۔ اور ظاہر ہے کہ جو شخص کسی پر اس طرح پہلے حملہ کرتا ہے۔ وہ پھر اس قسم کے جواب کا مستحق بھی ہو جاتا ہے۔ اور اس صورت میں اسے اپنے آپ کو ملامت کرنی چاہیئے۔ دوسرے کو الزام دینے کا اسے کوئی حق نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی فرماتے ہیں۔

(ا) ایما رجل قال لاخیہ "کافر" فقد باء احدھما (صحیح مسلم کتاب الایمان صفحہ ۵۷)

(ب) اذا اکفر الرجل اخاہ فقد باء بھا احدھما۔

(صحیح مسلم بحوالہ کنوز الدقائق للمناوی مطبوعہ مصر برحاشیہ جامع الصغیر جلد ۱ صفحہ ۱۶)

یعنی جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے۔ تو ان میں سے ایک ضرور کافر ہوگا۔ اگر وہ شخص جسے کافر کہا گیا ہے کافر نہیں ہے۔ تو کہنے والا کافر ہوگا۔

(ج) ما اکفر رجل رجلاً قط الا باء بھا احدھما

(ابن حبان فی صحیحہ بحوالہ جامع الصغیر مصنفہ حضرت امام سیوطی مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)

یعنی دو (مسلمان) آدمیوں میں سے ایک آدمی اگر دوسرے کو کافر قرار دے۔ تو لازمی ہے۔ کہ ان میں سے ایک ضرور کافر ہو جائے گا۔

غرضیکہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے اس قسم کے فتووں میں کبھی ابتداء نہیں ہوئی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:-

"پھر اسی جھوٹ کو تو دیکھو۔ کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمانوں اور کلمہ گویوں کو کافر ٹھہرایا۔ حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر میں کوئی سبقت نہیں ہوئی۔ خود ہی ان کے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے۔ اور تمام پنجاب اور ہندوستان میں شور ڈالا کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ اور نادان لوگ ان فتووں سے ایسے ہم سے متنفر ہو گئے۔ کہ ہم سے سیدھے منہ سے کوئی نرم بات کرنا بھی ان کے نزدیک گناہ ہو گیا۔ کیا کوئی مولوی یا کوئی اور مخالف یا کوئی سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے کہ پہلے ہم نے ان لوگوں کو کافر ٹھہرایا تھا؟ اگر کوئی ایسا کاغذ یا کوئی اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتویٰ کفر سے پہلے شائع ہوا ہے۔ جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے۔ تو وہ پیش کریں ورنہ خود سوچ لیں کہ یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھہرائیں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگائیں۔ کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے۔ اس قدر خیانت اور جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت کس قدر دل آزار ہے۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ اور پھر جبکہ ہمیں اپنے فتووں کے ذریعہ سے کافر ٹھہرا چکے اور آپ ہی اس بات کے قائل بھی ہو گئے۔ کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے۔ تو کفر اُلٹ کر اس پر پڑتا ہے۔ تو اس صورت میں کیا ہمارا حق نہ تھا۔ کہ بموجب انہی کے اقرار کے ہم ان کو کافر کہتے"۔ (حقیقۃ الوحی مطبوعہ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۲۰-۱۲۱)

پھر اس بات کے ثبوت میں کہ فتویٰ کفر کی ابتداء علماء کی طرف سے ہوئی نہ کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے ذیل کے چند فتوے بطور مثال درج ہیں:-

(ا) مولوی عبدالحق صاحب غزنوی (جو مولانا داؤد غزنوی صاحب کے عم بزرگوار تھے) نے لکھا ہے کہ:-

"اس میں شک نہیں کہ مرزا قادیانی کافر ہے۔ چھپا مرتد ہے۔ گمراہ ہے۔ گمراہ کنندہ۔ ملحد ہے۔ دجال ہے۔ وسوسہ ڈالنے والا۔ وسوسہ ڈال کر پیچھے ہٹ جانے والا"۔ (فتویٰ علماء ہند و پنجاب اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ نمبر ۱ صفحہ ۱۰۴ مطبوعہ ۱۸۹۰ء)

اس قسم کا فتویٰ پنجاب و ہند کے قریباً دو صد مولویوں سے لے کر شائع کیا گیا۔

(ب) اس فتویٰ سے بھی کئی سال پہلے علمائے لدھیانہ نے ۱۸۸۴ء میں تکفیر کا فتویٰ صادر کیا تھا۔ جس کا ذکر قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لدھیانہ نے اپنی کتاب کلمہ فضل رحمانی (مطبوعہ دہلی پنچ پریس لاہور ۱۳۱۴ھ ص ۱۲۸) میں کیا ہے۔

باہمی تکفیر کے بارے میں علماء کے چند فتوے درج ذیل ہیں:۔

"من انکر امامة ابی بکر الصدیقؓ فهو کافر وکذالك من انکر خلافة عمرؓ" (فتاویٰ عالمگیریہ جلد ۲ ص ۲۸۳ مطبع مجیدی کانپور)

یعنی جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی امامت اور حضرت عمر رضؓ کی خلافت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

اسی طرح جماعت اسلامی کے امیر مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے بے علم و بے عمل مسلمان کو جس کا علم و عمل کافر جیسا ہو۔ اور وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو کافر ہی قرار دیا ہے۔ اور اس کا حشر بھی کافروں والا بتایا ہے۔ یعنی اس کو نجات سے محروم اور قابل مواخذہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"ہر شخص جو مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام مسلمانوں کا سا ہے۔ جو مسلمانوں کے سے کپڑے پہنتا ہے۔ اور جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے حقیقت میں وہ مسلمان نہیں ہے بلکہ مسلمان درحقیقت وہ شخص ہے جو اسلام کو جانتا ہو۔ اور پھر جان بوجھ کر اسکو مانتا ہو ایک کافر اور ایک مسلمان میں اصل فرق کا نام نہیں کہ وہ رام پرشاد ہے اور یہ عبداللہ ہے اس لئے وہ کافر ہے اور یہ مسلمان"۔ (خطبات مودودی صفحہ ۷)

اسی طرح دوسرے مسلمان فرقوں کے علماء ایک دوسرے کو کافر اور جہنمی کہتے ہیں۔ شیعہ اثنا عشریہ کے متعلق علماء اہل سنت والجماعت اور علماء دیوبند متفقہ طور پر مندرجہ ذیل فتوے صادر کرتے ہیں:۔

"شیعہ اثنا عشریہ قطعاً خارج از اسلام ہیں شیعوں کے ساتھ مناکحت قطعاً ناجائز اور ان کا ذبیحہ حرام۔ ان کا چندہ مسجد میں دینا ناروا ہے۔ ان کا جنازہ پڑھنا یا ان کو اپنے جنازہ میں شریک کرنا جائز نہیں"۔ (فتویٰ شائع کردہ مولوی عبدالشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ)

**نوٹ:**۔ اس فتویٰ میں دیگر علماء کے علاوہ دیوبند کی تصدیق بھی شامل ہے جس کی شہادت مولانا محمد شفیع صاحب سابق مفتی دیوبند سے لی جا سکتی ہے۔

مندرجہ بالا فتویٰ کی عبارت سے خالص مذہبی اختلافات ہی ظاہر نہیں ہوتے بلکہ شیعہ فرقہ کے خلاف شدید غیظ و غضب کا اظہار پایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اہل سنت والجماعت کے مسلمہ گذشتہ بزرگان و اولیاء نے بھی حضرات شیعہ کے بارے میں فتویٰ کفر دیا ہے۔ ملاحظہ ہوں حوالجات ذیل:۔

(الف) حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ کفر برخلاف اصحاب شیعہ اثنا عشریہ۔ (مکتوبات امام ربانی جلد اصفحہ ۱۷ مکتوبات پنجاہ و چہارم)

(ب) حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ (غنیۃ الطالبین مع زبدۃ السالکین ص ۱۵۷ تحفہ دستگیریہ اردو ترجمہ غنیۃ الطالبین شائع کردہ ملک سراج دین اینڈ سنز لاہور چہارم مطبوعہ پنجاب پریس صفحہ ۱۲۰-۱۲۱ باب بعنوان محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی امانت کی فضیلت اور بزرگی)

اسی طرح اہل سنت والجماعت کے بریلوی فرقہ کے علماء مندرجہ ذیل فتویٰ علمائے دیوبند کے خلاف صادر کر چکے ہیں۔

(الف) حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور علمائے حرمین شریفین کے دستخطوں سے یہ فتویٰ شائع ہوا ہے۔

"وبالجملة هؤلاء الطوائف کلهم کفار مرتدون خارجون عن الاسلام باجماع المسلمین"۔

(حسام الحرمین علی منحر الکفر...... مع سلیس ترجمہ اردو مسمی بنام تاریخی مبین احکام وتصدیقات اعلام ۱۳۲۵ھ مطبع اہل سنت والجماعت بریلی ۱۳۲۶ھ بار اول صفحہ ۲۴ مصنفہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی)

یعنی یہ سب گروہ (یعنی گنگوہیہ۔ تھانویہ۔ نانوتویہ۔ دیوبندیہ وغیرہ) مسلمانوں کے اجماع کی رو سے کفار۔ مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور اس کتاب کے ٹائیٹل پیج پر لکھا ہے:۔

"جس (رسالہ ہذا) میں مسلمانوں کو آفتاب کی طرح روشن کر دکھایا۔ کہ طائفہ قادیانیہ گنگوہیہ۔ تھانویہ و نانوتویہ و دیوبندیہ و امثالہم نے خدا اور رسولؐ کی شان کو کیا کچھ گھٹایا۔ علمائے حرمین شریفین نے باجماع امت ان سب کو زندیق و مرتد فرمایا ان کو مولوی درکنار مسلمان جاننا تو کیا ان کے پاس بیٹھنے ان سے بات کرنے زہر و حرام و تباہ کن اسلام بتلایا"۔

(ب) پھر اسی کتاب میں مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دیوبند۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ مولوی محمود الحسن صاحب و دیگر دیوبندی خیال کے علماء کی نسبت یہ فتویٰ درج ہے کہ:۔

"یہ قطعاً مرتد اور کافر ہیں۔ اور ان کا ارتداد و کفر اشد درجہ تک پہنچ چکا ہے۔ ایسا کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد و کفر میں شک کرے وہ بھی انہی جیسا مرتد و کافر ہے........ ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو ذکر ہی کیا اپنے پیچھے بھی انہیں نماز نہ پڑھنے دیں.......... جو ان کو کافر نہ کہے گا۔ وہ خود کافر ہو جائے گا۔ اور جو اولاد ہوگی۔ حرامی ہوگی۔ از روئے شریعت ترکہ نہ پائے گی"۔

یہ عرض کرنا ضروری ہے۔ کہ یہ فتویٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب آف بریلی کا شائع کردہ ہے۔ جو فرقہ حنفیہ بریلویہ کے بانی اور مولانا ابوالحسنات صاحب صدر جمعیۃ العلمائے پاکستان و صدر مجلس عمل نیز ان کے والد مولوی دیدار علی صاحب کے پیر و مرشد تھے۔ اس فتویٰ کے بارے میں مولانا ابوالحسنات صاحب سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ بھی پوچھا جا سکتا ہے۔ کہ ان کے پیر و مرشد کے اس فتوے کے بعد کہ دیوبندی بالاجماع کافر ہیں۔ انہیں کیا شبہ ہے؟ آیا یہ کہ ان کے پیر نے غلطی کی تھی یا یہ کہ اجماع کوئی دلیل نہیں ہوتا؟

(ج) "وہابیہ دیوبندیہ اپنی عبارتوں میں تمام اولیاء حتےٰ کہ حضرت سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم کی اور خاص ذات باری

تعالےٰ کی اہانت و ہتک کرنے کی وجہ سے قطعاً مرتد و کافر ہیں۔ اور ان کا ارتداد و کفر سخت۔ سخت۔ سخت اشد درجہ تک پہنچ چکا ہے۔ ایسا کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد و کفر میں شک کرے وہ بھی انہی جیسا مرتد و کافر ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان سے بالکل ہی محترز و مجتنب رہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو ذکر ہی کیا۔ اپنے پیچھے بھی ان کو نماز نہ پڑھنے دیں۔ اور نہ ہی اپنی اپنی مسجدوں میں گھسنے دیں نہ ان کا ذبیحہ کھائیں۔ اور نہ ہی ان کی شادی و غمی میں شریک ہوں۔ نہ اپنے ہاں ان کو آنے دیں۔ یہ بیمار ہوں تو عیادت کو نہ جائیں۔ مریں تو گاڑنے توپنے میں شرکت نہ کریں۔ مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ دیں۔" (ملاحظہ ہو تین سو علماء اہلسنت والجماعۃ کا متفقہ فتویٰ مطبوعہ حسن برقی پریس اشتیاق منزل ۳۲ ہیوروڈ لکھنؤ)

اسی پر بس نہیں کی بلکہ علماء کرام و مفتیان اہلسنت والجماعت نے اہلحدیث مسلمانوں کے متعلق بھی اس قسم کا فتویٰ دیا ہے کہ:۔

" بدعت کفریہ والے ختمی ان کے کفر پر آگاہی لازم ہے۔ اسلام کے نام کو پردہ بناتے ہیں۔ مرتد ہیں۔ باجماع امت اسلام سے خارج ہیں۔ جو ان کے اقوال کا معتقد ہوگا کافر و گمراہ ہوگا۔ کچھ شک نہیں کہ یہ خارجی ہیں۔ اور ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں .......... ان کے پیچھے نماز پڑھنا۔ ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا اور تمام معاملات میں ان کا حکم بعینہٖ وہی ہے جو مرتد کا۔"

(فتویٰ علماء کرام مشتہرہ در اشتہار شیخ مہر محمد قادری بابغ مولوی انوار لکھنؤ ۲ شوال ۱۳۵۵ھ جس پر ستر علماء کے دستخط ہیں۔ جن میں مولوی سید احمد ناظم انجمن حزب الاحناف و برادر حقیقی مولانا ابوالحسنات، مولانا ابوحسنات سید محمد احمد خطیب مسجد وزیر خاں۔ مولوی عبدالقدیر بدایونی۔ اور پیر جماعت علی شاہ صاحب مجددی محدث علی پوری بھی شامل ہیں)

**سوال نمبر ۱۳۔** ایسے کافر ہونے کے دنیا اور آخرت میں کیا نتائج ہیں؟

**جواب:۔** اسلامی شریعت کی رو سے ایسے کافر کی کوئی دنیوی سزا مقرر نہیں وہ اسلامی حکومت میں ویسے ہی حقوق رکھتا ہے۔ جو ایک مسلمان کے ہوتے ہیں۔ اسی طرح عام معاشرہ کے معاملہ میں بھی وہ وہی حقوق رکھتا ہے۔ جو ایک مسلمان کے ہیں۔ ہاں خالص اسلامی حکومت میں وہ حکومت کا ہیڈ نہیں ہو سکتا۔ باقی رہے اخروی نتائج۔ سو ان نتائج کا حقیقی علم صرف اللہ تعالےٰ کو ہے بالکل ممکن ہے۔ کہ کسی حکمت کی وجہ سے ایک مسلمان کہلانے والے انسان کو خدا تعالےٰ سزا دے دے۔ اور کافر کہلانے والے انسان کو اللہ تعالےٰ بخش دے۔ اگر کافر کے لئے یقینی طور پر دائمی جہنمی ہونا لازمی ہے تو پھر کسی کو کافر قرار دینا صرف اللہ تعالےٰ کا حق ہے۔

**سوال نمبر ۱۴۔** کیا مرزا صاحب کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح اور اسی ذریعہ سے الہام ہوتا تھا؟

**جواب:۔** ہمارے نزدیک حضرت بانی سلسلہ احمدیہ بہر حال رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اصل وحی قرآن مجید ہے۔ قرآن کریم کی وحی کے متعلق ہمیں قرآن کریم سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی حفاظت کے خاص سامان کئے جاتے ہیں ہمارے نزدیک حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو نبی گذرے ہیں۔ ان کی وحی بھی اس رنگ کی نہیں ہوتی تھی۔ اور حضرت بانی جماعت احمدیہ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ آپ کی وحی بھی قرآن کریم کے تابع تھی۔ بہر حال وہ ذرائع جو اللہ تعالےٰ اس وحی کے بھیجنے کے لئے استعمال کرتا تھا۔ وہ ان ذرائع سے نیچے ہوں گے۔ جو قرآن کریم کے لئے استعمال کئے جاتے تھے لیکن یہ محض ایک عقلی بات ہے۔ واقعاتی بات نہیں۔ جس کے متعلق ہم شہادت دے سکیں۔ بعض قرآنی آیات اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے درجہ پر قیاس کرکے یہ جواب دے رہے ہیں۔ حقیقت کو پوری طرح معلوم کرنے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔ البتہ ہم ضرور تسلیم کرتے ہیں۔ کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر وحی الٰہی ہوتی تھی۔ اور قرآن کریم سے ثابت ہے۔ کہ وحی الٰہی نہ صرف ماموروں بلکہ غیر ماموروں کو بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی نازل ہونے کا ذکر آیا ہے۔

(ملاحظہ ہو سورۃ قصص رکوع ۱ پارہ ۲۰)

اور حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق بھی آتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ملائکہ ان کے پاس خدا تعالےٰ کا کلام لے کر آئے۔

(سورہ آل عمران و مریم رکوع ۲)

پس وحی اور فرشتوں کا نزول مامور من اللہ کے علاوہ غیر ماموروں کے لئے بھی ثابت ہے۔ ہندوستان میں اسلام کا جھنڈا گاڑنے والے اور اس کی بنیاد قائم کرنے والے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

دمبدم روح القدس اندر معینے می دمد
من نمے گویم مگر من عیسیٰ ثانی شدم

(دیوان حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ)

یہ عرض کرنا مناسب ہے کہ مسلمانوں کی اصطلاح میں "روح القدس" حضرت جبریئل کا نام ہے۔

(ملاحظہ ہو لغت کی مستند ترین کتاب مفردات القرآن مصنفہ امام راغب زیر لفظ روح صفحہ ۲۰۵ مطبوعہ مطبع میمنیہ مصریہ تفسیر روح المعانی جلد اول صفحہ ۲۶۰/۲۶۱ مطبوعہ مصر اور تفسیر صافی جلد اول پارہ اول صفحہ ۴۳) (نیز تفسیر کبیر مصنفہ حضرت امام رازی جلد ۲ صفحہ ۵۸۱ و جلد ۳ صفحہ ۶۹۱ مطبوعہ مصر و تفسیر مدارک التنزیل نفیسی جلد ۱ صفحہ ۹۲ مطبوعہ مصر)

ان کے علاوہ اسلام میں سینکڑوں اولیاء اللہ مثلاً سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید احمد صاحب سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم علیٰ قدر مراتب ملہم من اللہ تھے۔

وحی تین طریقوں سے ہوتی ہے ان کا ذکر قرآن کریم کی آیت
ماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیًا او من ورآئ حجاب او یرسل رسولاً فیوحی باذنہ مایشاء (سورہ شوریٰ ع ۵ پارہ ۲۵) میں بیان ہوا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء و اولیاء پر انہی طریقوں سے وحی نازل ہوتی رہی ہے۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی وحی میں ایک فرق تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی شریعت جدیدہ والی نازل ہوتی تھی۔ اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی وحی غیر تشریعی اور ظلی ہے۔ یعنی یہ نعمت آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ کے فیض سے ملی ہے۔ ماسوا اس کے ایک دوسرا فرق یہ بھی ہے کہ قرآنی وحی کے ماننے کے لئے بانی سلسلہ احمدیہ کی تصدیق کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اگر قرآن مجید حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تصدیق نہ کرتا ہو تو ہم ہرگز اُن پر ایمان نہ لاتے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی وحی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی میں بلحاظ مرتبہ بھی فرق کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"سنو! خدا کی لعنت اُن پر جو دعوےٰ کریں کہ وہ قرآن کی مثل لا سکتے ہیں۔ قرآن کریم معجزہ ہے۔ جس کی مثل کوئی انس و جن نہیں لا سکتا۔ اور اس میں وہ معارف اور خوبیاں جمع ہیں جنہیں انسانی علم جمع نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ ایسی وحی ہے کہ اس کی مثل اور کوئی وحی نہیں۔ اگرچہ رحمان کی طرف سے اس کے بعد کوئی اور وحی بھی ہو۔ اس لئے کہ وحی رسانی میں خدا کی تجلیات ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ خدا تعالےٰ کی تجلی جیسا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی ہے۔ ایسی کسی پر نہ پہلے ہوئی اور نہ پیچھے ہو گی"۔
(اردو ترجمہ از عربی عبارت الہدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ صفحہ ۳۳)

**سوال نمبر ۵:۔** (الف) کیا احمدیہ عقیدہ میں شامل ہے کہ ایسے اشخاص کا جنازہ جو مرزا صاحب پر یقین نہیں رکھتے (Permissible) ہے؟

ب:۔ کیا احمدیہ عقائد میں ایسی نماز جنازہ کے خلاف کوئی حکم موجود ہے؟

**جواب:۔** (الف) احمدیہ کریڈ میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ کہ جو شخص حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو نہیں مانتا اس کے حق میں نماز جنازہ "(Impermissible)" ہے۔

(ب) دوسری شق کا جواب یہ ہے۔ کہ گو اس وقت تک جماعتی فیصلہ یہی رہا ہے۔ کہ غیر از جماعت لوگوں کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ لیکن اب اس سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر اپنے قلم سے لکھی ہوئی ملی ہے۔ جس کا حوالہ ایک مرتبہ ۱۹۱۶ء میں دیا گیا تھا۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس کے متعلق اُسی وقت اعلان فرما دیا تھا۔ کہ اصل تحریر کے ملنے پر اس کے متعلق غور کیا جائے گا۔ لیکن وہ اصل خط اُس وقت نہ مل سکا۔ ایک صاحب نے اطلاع دی ہے کہ ان کے والد مرحوم کے کاغذات میں سے اصل خط مل گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا مکفر یا مکذب نہ ہو۔ اُس کا جنازہ پڑھ لینے میں حرج نہیں۔ کیونکہ جنازہ صرف دعا ہے۔

لیکن باوجود جنازے کے بارے میں جماعت کے سابق طریقہ کے غیر احمدی مرحومین کے لئے دعائیں کرنے میں جماعت نے کبھی اجتناب نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت امام جماعت احمدیہ اور اکابرین جماعت احمدیہ نے بعض غیر احمدی وفات یافتہ اصحاب کے لئے دعا کی ہے۔ چنانچہ جی معین الدین سکرٹری حکومت پاکستان کے والد صاحب (جو احمدی نہ تھے) کی وفات پر حضرت امام جماعت احمدیہ اُن کے گھر تعزیت کے لئے تشریف لے گئے اور اُن سے میاں معین الدین کے ماموں صاحب نے "فاتحہ" کے لئے کہا۔ تو آپ نے فرمایا کہ فاتحہ میں تو دعا مانگنے والا اپنے لئے دعا کرتا ہے یہ موقعہ تو وفات یافتہ کے لئے دعا کرنے کا ہوتا ہے۔ اس پر متوفیٰ کے رشتہ داروں نے کہا۔ کہ ہماری بھی غرض ہے۔ فاتحہ کا لفظ رسماً بول دیا ہے۔ تو آپ نے متوفیٰ کے رشتہ داروں سے مل کر متوفیٰ کے لئے دعا فرمائی۔ اسی طرح سر عبدالقادر مرحوم کی وفات پر جب حضرت امام جماعت احمدیہ تعزیت کے واسطے ان کی کوٹھی پر تشریف لے گئے تو اُن کے حق میں بھی دعا فرمائی۔

اس جگہ یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے۔ کہ ممانعت جنازہ کے بارے میں بھی سبقت ہمارے مخالفین نے ہی کی۔ چنانچہ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کا فتویٰ ۱۸۹۰ء میں بایں الفاظ اشاعۃ السنۃ میں شائع ہو چکا ہے:۔

"اب مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے دجال کذاب سے احتراز کریں اور نہ اُن کے پیچھے اقتدا کریں۔ اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھیں"۔
(رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد نمبر ۱۳ مطبوعہ ۱۸۹۰ء)

اسی طرح ۱۹۱۰ء میں مولانا عبدالاحد صاحب خانپوری لکھتے ہیں:۔

"جب طائفہ مرزائیہ امرتسر میں بہت خوار و ذلیل ہوئے جمعہ و جماعت سے نکالے گئے۔ اور جس مسجد میں جمع ہو کر نمازیں پڑھتے تھے۔ اس میں سے بے عزتی کے ساتھ بدر کئے گئے۔ اور جہاں قیصری باغ میں نماز جمعہ پڑھتے تھے وہاں سے حکماً روکے گئے۔ تو نہایت تنگ ہو کر مرزائے قادیان سے اجازت مانگی۔ کہ مسجد نئی تیار کریں۔ تب مرزا نے اُن کو کہا صبر کرو! میں لوگوں سے صلح کرتا ہوں اگر صلح ہو گئی۔ تو مسجد بنانے کی حاجت نہیں۔ اور نیز اور بہت

سی دقتیں اُٹھائیں۔ معاملہ و برتاؤ مسلمان سے بند ہو گیا
عورتیں منکوحہ و مخطوبہ بوجہ مرزائیت کے چھن گئیں۔
مردے ان کے بے تجہیز و تکفین اور بے جنازہ گڑھوں
میں دبائے گئے۔"

(الہدیٰ و رد سیہ قادیانی بجواب اشتہار معالحت پرلس ثانی صفحہ ۲
مولفہ مولوی عبدالاحد خانپوری مطبوعہ چودھویں صدی راولپنڈی ۱۹۰۱ء)

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ احمدیوں نے مسجدیں نہیں چھوڑیں بلکہ ان کو مسجدوں سے نکالا گیا۔ احمدیوں نے نکاح سے نہیں روکا۔ بلکہ ان کے نکاح توڑے گئے۔ احمدیوں نے جنازہ سے نہیں روکا۔ بلکہ اُن کو جنازہ سے باز رکھا گیا۔ لیکن باوجود اس کے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے آخری کوشش یہی کی۔ کہ باقی مسلمانوں سے صلح ہو جائے۔ لیکن جب باوجود ان تمام کوششوں کے ناکام ہوئے۔ تو جیسا کہ مولوی عبدالاحد صاحب کی مندرجہ عبارت میں اقرار کیا گیا ہے۔ تب با مر مجبوری فتنے سے بچنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق جوابی کارروائی کرنی پڑی۔

پھر اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ دیگر فرقوں نے بھی ایک دوسرے فرقہ والوں کے جنازہ کی حرمت و امتناع کے فتوے دیئے ہیں۔

(الف) چنانچہ علمائے اہل سنت والجماعت و علمائے دیوبند نے شیعہ فرقہ والوں کے جنازہ کو نہ صرف حرام اور ناجائز قرار دیا ہے۔ بلکہ اُن کو اپنے جنازہ میں شریک ہونے کی بھی ممانعت کی ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالشکور صاحب مدیر "النجم" کا فتوے ملاحظہ ہو۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"ان کا جنازہ پڑھنا یا اُن کو اپنے جنازہ میں شریک کرنا جائز نہیں ہے۔ اُن کی مذہبی تعلیم اُن کی کتابوں میں یہ ہے کہ سنیوں کے جنازہ میں شریک ہو کر یہ دعا کرنی چاہیئے کہ یا اللہ! اس کی قبر کو آگ سے بھر دے۔ اس پر عذاب نازل کر۔"

(ملاحظہ ہو رسالہ موسومہ بانسمائے کرام کا فتویٰ در باب ارتداد اثنا عشریہ صفحہ)

(ب) نیز مولانا ریاض الدین صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:۔
"شادی غمی جنازہ کی شرکت ہرگز نہ کی جائے۔ ایسے عقیدہ کے شیعہ کافر ہی نہیں بلکہ اکفر ہیں۔" (فتویٰ علمائے کرام صفحہ)

(ج) اس کے بالمقابل شیعہ صاحبان کے امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے شیعہ صاحبان کو یہ ہدایت فرمائی۔ کہ اگر کسی غیر شیعہ کی نماز جنازہ میں شامل ہونا پڑ جائے تو متوفی کے لئے مندرجہ ذیل دعا کرے:۔

"قال ان کان جاحدا للحق فقل اللّٰھم املاجوفہ نارا و قبرہ نارا وسلط علیہ الحیات والعقارب وذالک قالہ ابو جعفر علیہ السلام لامرأۃ سوء من بنی امیۃ صلی علیھا"

(ملاحظہ ہو شیعہ حضرات کی مستند ترین کتاب فروع الکافی کتاب الجنائز جلد اصفحہ باب الصلوٰۃ الناصب جاحد للحق مصنفہ حضرت محمد یعقوب کلینی مطبوعہ نولکشور)

یعنی اے اللہ! اس کا پیٹ آگ سے بھر دے اور اس پر سانپ اور بچھو مسلط کر۔ یہی وہ دعا ہے۔ جو حضرت امام جعفر صادق نے بنو امیہ کی ایک غیر شیعہ عورت کے بارے میں کی تھی۔

**سوال نمبر ۶:۔** (الف) کیا احمدی اور غیر احمدی میں شادی بھی جائز ہے؟
(ب) کیا احمدی عقیدہ میں ایسی شادی کے خلاف ممانعت کا کوئی حکم موجود ہے؟

**جواب۔** کسی احمدی مرد کی غیر احمدی لڑکی سے شادی کی کوئی ممانعت نہیں۔ البتہ احمدی لڑکی کے غیر احمدی مرد سے نکاح کو ضرور روکا جاتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے اگر کسی احمدی لڑکی اور غیر احمدی مرد کا نکاح ہو جائے تو اُسے کالعدم قرار نہیں دیا جاتا۔ اور اولاد کو جائز سمجھا جاتا ہے۔

اس تعلق میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ہماری طرف سے ممانعت کی ابتداء نہیں ہوئی بلکہ اس میں بھی غیر احمدی علماء نے ہی سبقت کی اور اس میں شدت اختیار کی۔

(الف) چنانچہ سب سے پہلے مولوی محمد عبداللہ صاحب اور مولوی عبدالعزیز صاحب مشہور مفتیان لدھیانہ نے یہ فتویٰ دیا:۔

"خلاصہ مطلب ہماری تحریرات قدیمہ و جدیدہ کا یہی ہے کہ یہ شخص (یعنی مرزا غلام احمد) مرتد ہے اور اہل اسلام کو ایسے شخص سے ارتباط رکھنا حرام ہے ایسے ہی جو لوگ اس پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ بھی کافر ہیں اور ان کے نکاح باقی نہیں رہے جو چاہے اُن کی عورتوں سے نکاح کرے۔" (ملاحظہ ہو رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ نمبر ۶ مطبوعہ ۱۸۹۰ء)

(ب) "جب عقیدت فرقہ قادیانیہ بسبب کفر و الحاد و زندقہ و ارتداد ہوا تو بمجرد اس عقیدتمندی ان کی بیویاں ان کے نکاحوں سے باہر ہو گئیں اور جب تک وہ توبہ نصوح نہ کریں تب تک اُن کی اولادیں سب حرامی ہونگی۔"

(رہبر صداقت المودت باحکام شریعت صفحہ مطبوعہ ہجری ۱۳۳۵ھ)

علاوہ ازیں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ دراصل غیر احمدیوں سے ممانعت نکاح کی بناء احمدیت سے بغض اور عداوت رکھنے والوں کے اثر سے لڑکیوں کو بچانا تھا کیونکہ تجربہ نے یہ بتایا ہے کہ وہ احمدی لڑکیاں جو غیر احمدیوں میں بیاہی جاتی ہیں۔ ان کو احمدیوں سے ملنے نہیں دیا جاتا۔ احمدی تحریکوں میں چندے دینے سے روکا جاتا ہے اور بعض گھرانے تو اتنے جاہل ہوتے ہیں۔ کہ لڑکی پر اس وجہ سے سختی کرتے ہیں۔ کہ وہ نماز کیوں پڑھتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ اس طرح ہم پر جادو کرتی ہے۔

حقیقتاً نکاح کا مسئلہ ایک سوشل قسم کا مسئلہ ہے۔ ایسے مسائل میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ لڑکی کو کہاں آرام رہے گا۔ اور کہاں اسے مذہبی امور میں ضمیر کی آزادی حاصل ہوگی۔ اور اس پر ناجائز دباؤ تو نہیں ڈالا جائے گا۔ جس سے اُس کے عقائد دینیہ خطرے میں پڑ جائیں۔ لیکن باوجود مخالفت کے اگر کوئی احمدی اپنی لڑکی کا نکاح غیر احمدی مرد سے کر دے تو اس کے نکاح کو کالعدم قرار نہیں دیا جاتا۔

پھر یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ رشتہ ناطہ کے مسئلہ میں بھی ہماری جماعت اپنے طرز عمل میں منفرد نہیں بلکہ مسلمانوں کے دوسرے فرقے اور جماعتیں بھی اس طرز عمل کو اختیار

کئے ہوئے ہیں۔ بلکہ بعض تو آپس میں ایسی شدت اختیار کر چکے ہیں کہ وہ دوسرے فرقہ کے آدمی سے ازدواجی تعلق کو "حرام" اور اولاد کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ اہلسنت والجماعت نے شیعہ اثنا عشریہ سے مناکحت حرام قرار دیا ہے۔

(ا) علماء دیوبند اور علماء اہلحدیث کا فتویٰ ملاحظہ ہو:۔

"سنی لڑکی شیعہ کے گھر پہنچتے ہی طرح طرح کے ظلم و ستم کا نشانہ بن کر مجبور ہو جاتی ہے کہ شیعہ ہو جائے۔ یہ خرابی علاوہ ان ارتکاب حرام کے ہے جو ناجائز نکاح کے سبب ہوتا ہے .. ... لہٰذا شیعوں کے ساتھ مناکحت قطعاً ناجائز۔ انکا ذبیحہ حرام۔ ان کا چندہ مسجد میں نا روا ہے۔ ان کا جنازہ پڑھنا یا ان کو جنازہ میں شریک کرنا جائز نہیں"۔ (ملاحظہ ہو علمائے کرام کا متفقہ فتویٰ در باب ارتداد شیعہ اثنا عشریہ شائع کردہ مولانا محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم صفحہ ۱ تا ۳)

(ب) نیز بریلوی فرقہ جس کے ساتھ مولانا ابو الحسنات صاحب صدر مجلس عمل کا تعلق ہے کے نزدیک بھی شیعہ سے مناکحت "زنا" سے مترادف ہے۔ چنانچہ "ردّ الرفضۃ" میں لکھا ہے

"بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی۔ اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں۔ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے۔ ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ اگر مرد سنی اور عورت ان خبیثوں کی ہو جب بھی ہرگز نکاح نہ ہوگا محض "زنا" ہوگا۔ اولاد "ولد الزنا" ہوگی"۔

(ردّ الرفضۃ تصنیف حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی مطبوعہ ۱۳۲۰ھ صفحہ ۱۶)

ہم نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ اس فتوٰی میں (جو حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بانی فرقہ بریلویہ کا ہے) شیعہ حضرات کو نہ صرف کافر قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی بدتر قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی رو سے کتابیہ عورت کے ساتھ مسلم مرد کا نکاح جائز ہے۔ لیکن حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کے نزدیک شیعہ عورت کے ساتھ سنی مرد کا نکاح قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔

(ج) اسی طرح اہل شیعہ کے نزدیک اہل سنت والجماعت سے مناکحت ناجائز ہے چنانچہ حضرات شیعہ کی حدیث کی نہایت مستند کتاب الفروع الکافی میں لکھا ہے:۔

عن الفضل بن یسار قال قلت لابی عبد اللّٰہ علیہ السلام ان لامراتی اختاً عارفۃ علیٰ رائینا ولیس علیٰ رائینا بالبصرۃ الا قلیل أفازوجها ممن لا یریٰ رائینا قال لا۔ (الفروع الکافی من جامع الکافی جلد ۲ کتاب النکاح صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ نولکشور)

یعنی فضل بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری اہلیہ کی ایک بہن ہے۔ جو ہماری ہم خیال ہے۔ لیکن بصرہ میں جہاں ہم رہتے ہیں ہم خیال لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ کیا میں اس کو کسی غیر شیعہ سے بیاہ کر دوں؟ حضرت امام نے فرمایا "نہیں"

(د) اسی طرح "امیر جماعت اسلامی" کے نزدیک ایسے لوگوں کے لئے ان کی جماعت میں کوئی جگہ نہیں جو اپنی لڑکی یا لڑکے کی شادی کرتے وقت دین کا خیال نہ رکھیں۔

(روئیداد جماعت اسلامی حصہ سوم صفحہ ۱۰۳)

**سوال نمبر ۷۔** احمدیہ فرقہ کے نزدیک امیر المومنین کی (Significance) کیا ہے؟

**جواب۔** ہمارے امام کے عہدے کا اصل نام "امام جماعت احمدیہ" اور "خلیفۃ المسیح" ہے۔ لیکن بعض لوگ انہیں "امیر المومنین" بھی لکھتے ہیں۔ اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ مولانا ابو الاعلیٰ صاحب مودودی "امیر جماعت اسلامی" کہلاتے ہیں۔ یا سید عطاء اللہ شاہ بخاری "امیر شریعت" کہلاتے ہیں۔ غالباً مودودی صاحب اور ان کی جماعت نے یہ مراد نہیں لی ہوگی کہ باقی لوگ اسلامی جماعت سے باہر ہیں یا کافر ہیں۔ نہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ماننے والوں نے یہ مراد لی ہوگی۔ کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری شریعت پر حاکم ہیں اور وہ جو کچھ کہتے ہیں وہی شریعت ہوتی ہے۔

جب کوئی احمدی حضرت امام جماعت احمدیہ کے لئے "امیر المومنین" کا استعمال کرتا ہے۔ تو اس کی مراد یہی ہوتی ہے کہ آپ ان لوگوں کے جو بائی سلسلہ کو مانتے ہیں۔ "امیر" ہیں۔ لوگ اپنی عقیدت میں اپنے لیڈروں کے کئی نام رکھ لیتے ہیں۔ بعض تو کلی طور پر غلط ہوتے ہیں۔ بعض جزوی طور پر صحیح ہوتے ہیں۔ بعض کلی طور پر صحیح ہوتے ہیں۔ اور کوئی معقول آدمی ان باتوں کے پیچھے نہیں پڑتا۔ جب تک کہ ایسی بات کو ایمان کا جزو قرار دیکر اس کے لئے دلائل اور براہین نہ پیش کئے جائیں۔ سابق مسلمانوں نے بھی بعض آئمہ کو "امیر المومنین" کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ چنانچہ مولانا محمد زکریا شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور اپنی کتاب (موسومہ مقدمہ اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک) کے صفحہ نمبر ۱۴ (مطبوعہ یحیویہ سہارنپور ۱۳۴۸ھ) میں امام قطان اور یحیٰ ابن معین سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"مالک أمیر المومنین فی الحدیث"

یعنی امام مالک فن حدیث میں "امیر المومنین" ہیں۔

اسی طرح حضرت سفیان ثوری کے متعلق حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی امام شعبہ اور امام ابن علقمہ اور امام ابن معین اور بہت سے علماء کی سند پر اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں:۔

"سفیان امیر المومنین فی الحدیث"

یعنی حضرت سفیان ثوری فن حدیث میں "امیر المومنین" ہیں۔

(تہذیب التہذیب مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن جلد ۴ صفحہ ۱۱۱)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سابق امیر مولانا محمد علی صاحب مرحوم کو بھی ان کے بعض اتباع "امیر المومنین" لکھتے ہیں۔ پروفیسر الیاس برنی صاحب نے اپنی کتاب "قادیانی مذہب مطبوعہ اشرف پرنٹنگ پریس لاہور بار ششم صفحہ ۳ تمہید اول میں موجودہ نظام صاحب دکن کو "امیر المومنین" لکھا ہے۔

مزید برآں بعض لوگ اس قسم کے نام رکھ لیتے ہیں۔ جیسے "ابو الاعلیٰ" حالانکہ "الاعلیٰ" اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔

ایڈووکیٹ صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔

Murree / Lahore
Dated 29th August 1953

Advocat of the Sadar Anjuman Ahmadiyya Rabwah

# جناب سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی اور مسئلہ ختم نبوت

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

(۴)

قبل ازیں اس مضمون کی تین اقساط شائع ہوئے ہیں۔ جن میں جناب مولانا مودودی صاحب کے استدلال پر تنقید تھی۔ اس حصہ میں جناب مولانا صاحب کی بعض تحریرات کی روشنی میں براہ راست آیت خاتم النبیین پر بحث کر کے جماعت احمدیہ کا نظریہ پیش کیا گیا ہے۔ (ادارہ)

جناب سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی نے جن تین وجوہ کی بنا پر دروازہ نبوت بند کیا ہے۔ ان پر تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ اب ہم قرآن شریف کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ایسی آیات کی تلاش کرتے ہیں جو ان کا ماخذ قرار دی جا سکیں۔ تو ہم کو پورے قرآن شریف کا تتبع کرنے کے بعد بھی کوئی ایسی آیت نہیں ملی جو جناب مودودی صاحب کی تائید کرتی ہو۔ اور بعثتِ انبیاء کو انہیں تین وجہوں میں منحصر کرتی ہو۔ میرا خیال ہے کہ مولینا صاحب موصوف نے بھی کلامِ الٰہی کا ورق ورق چھان ڈالا ہوگا۔ اور اپنے مطلب کی جستجو میں سارے قرآن مجید کو کھنگال ڈالا ہوگا۔ مگر انہیں بھی کلامِ خدا میں اپنے منشار کی کوئی آیت نہیں ملی۔ اس لئے جب انہوں نے اس مسئلہ پر اظہار خیال کیا تو آیاتِ قرآنیہ پیش کرنے کی بجائے محض عقلی دلائل سے استنباط کی کوشش کی۔ حالانکہ اس میدان میں صرف عقلی فلسفہ کچھ کام نہیں آسکتا۔ اور نہ کوئی مردِ مومن قرآنی آیات کے مقابلہ میں اہلِ منطق کے صغریٰ وکبریٰ کو ترجیح دے سکتا ہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے ہمیشہ یہی مطالبہ کیا گیا ہے کہ خاتم النبیین کا وہ مفہوم جو انقطاعِ نبوت بیان کیا جاتا ہے۔ اس کی شہادت آیاتِ قرآنیہ سے دی جانی ضروری ہے۔ یہ آیت تو ... النزاع اور ذوالوجوہ ہے۔ صرف اس آیت سے کسی فریق کا استدلال درست نہیں ہو سکتا۔ آج تک علماء نے جماعت احمدیہ کے اس مطالبہ کا کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن جب سے جناب سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی منظرِ عام پر آئے ہیں۔ اور اجتہاد و بصیرت کا دعویٰ[1] کر کے کھڑے ہوئے ہیں۔ اس دن سے ہم ان کو نظرِ امید سے دیکھ رہے تھے کہ شاید یہی اس نظریہ کی تائید میں کوئی آیت دکھا سکیں گے۔ مگر افسوس کہ اس مقام پر آ کے یہ بھی خاموش ہو گئے۔ البتہ انہوں نے اپنی تالیف "رسائل و مسائل" میں آیت خاتم النبیین کی جو تفسیر فرمائی ہے۔ اس میں نکاحِ زینب کو سبب اور عقیدۂ ختم نبوت کو اس کا مسبب قرار دیا ہے۔ ان کی تفسیر کا ماحصل یہ ہے کہ آپ خاتم النبیین تھے۔ اس لئے خدا نے حضرت زینب کے ساتھ آپ کا نکاح کرنا ضروری سمجھا۔ اور اس کی وجہ جواز ثابت کرنے کے لئے آیت خاتم النبیین نازل کی۔ اس تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آپ خاتم النبیین نہ ہوتے تو حضرت زینبؓ سے آپ کو نکاح کا موقعہ بھی نہیں ملتا۔

سچ پوچھئے تو ہمیں مولینا مودودی صاحب سے ایسی خشک فلسفیانہ تحقیق کی امید نہ تھی نہ معلوم ان کو اس تفسیر میں کیا ایمانی حلاوت آئی۔ انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ اگر آپ کا مقام ختم نبوت ہی حضرت زینب سے نکاح کرنے کا حقیقی ذریعہ تھا۔ تو پھر معاندین اسلام کے شکوک و شبہات کا کیا جواب ہوگا۔ وہ تو ایسی ہی تحقیقوں کا ادھیڑ بیچ یہ تحریر غیرتِ ایمانی سے کتنی گری ہوئی ہے کہ آپ آخری نبی تھے اس لئے زینبؓ سے آپ کا نکاح کرنا ضروری تھا۔ کیا قرآن کریم میں اس کی اور کوئی نظیر دکھائی جا سکتی ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تہذیب اخلاق۔ تدبیر منزل اور سیاست مدنی کے سینکڑوں احکام نازل کئے گئے۔ مگر کسی حکم کے متعلق خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ "آخری نبی" ہیں۔ اس لئے یہ حکم نازل کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس کے برعکس اجمالی طور پر خدائے پاک نے یہ بات بیان کر دی ہے کہ قرآنی تعلیم کا پہلے نوشتوں میں ذکر آ چکا ہے۔ ان ھٰذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم و موسیٰ یہ آیت کریمہ تمام احکام قرآنیہ پر مشتمل معلوم ہوتی ہے اس سے رسم تبنّی کو خارج کرنے کا کوئی قرینہ نہیں۔ بلکہ جس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ نماز روزہ، حج، زکوٰۃ کا حکم انبیاءِ سابقہ کو دیا جا چکا تھا۔ پھر وہی حکم قرآن کریم میں بھی دہرایا گیا۔ اسی طرح رسم تبنّی کے احکام بھی پہلے نوشتوں میں آچکے ہوں گے۔ اور قرآن مجید میں ان کو دوبارہ بیان کیا گیا۔ یہ تو بالکل بعید از قیاس امر ہے کہ خدا کی نظر میں صرف تبنّی کے احکام ایسے تھے۔ جن کو بعثتِ محمدی کے لئے معلق رکھا گیا۔ اور ان پر عمل کرنے کے لئے آپ کے منصب ختم نبوت کو بطور حجت پیش کیا گیا۔ بھلا اس تفسیر سے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اس سے تو نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ معاذ اللہ آپ فطرت و اہلیت کے اعتبار سے جوہر قابل نہ تھے۔ صرف زمانہ کے تقدم و تاخر نے آپ کو یہ عزت بخش دی تھی۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کسی اتفاقی حادثہ پر مبنی نہ تھی۔ بلکہ ایک دائمی حقیقت اور ابدی صداقت تھی۔ آپ جس زمانہ میں بھی مبعوث ہوتے خاتم النبیین ہوتے خواہ واقعہ زینب پیدا نہ ہوتا۔ پھر یہ نظریہ بھی بالکل عجیب سا ہے کہ جو سب سے پیچھے آئے وہ سب سے افضل ہو۔ الفضل للمتقدم تو ضرور سنا تھا۔ مگر الفضل المتاخر تو آج تک کسی عقلمند نے نہیں کہا۔ خدا درجات بلند فرمائے مولینا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے کہ انہوں نے اپنی تصنیف "تحذیر الناس" میں مسئلہ ختم نبوت کے تحت صاف لکھا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کوئی فضیلت نہیں۔ قرآن کریم میں بھی السابقون الاولون ہی کو سب سے افضل بتایا گیا ہے۔ اور اسی قانون کے ماتحت خدا نے بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آیت میثاق النبیین میں تمام انبیاء کا مطاع و مقتدا قرار دیا ہے۔ و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ (آل عمران ع ۹)

اس لحاظ سے حضرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیوں میں شرف اولیت حاصل ہے۔ پھر خدا نے اس بزرگی کا اتنا خیال کیا کہ جب النبیین لباسِ وجود سے آراستہ کیا تو انہیں ہی سلسلۂ انبیاء کا نقطۂ مرکزی قرار دیا اور جس طرح مرکزی ہستیوں کو بھی ایک حاکم اعلیٰ کے پاس حلفِ وفاداری اٹھانی پڑتی ہے۔ انہیں بھی نقطۂ مرکزی بننے کے بعد خدائے دوجہاں کے سامنے عہدِ وفاداری باندھنا پڑا۔ جیسا فرمایا کہ و اذ اخذنا من النبیین میثاقھم و منک و من نوح و ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ بن مریم (احزاب ع ۱)

انہیں حقائق کی بناء پر بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مولینا مودودی صاحب نے آیت خاتم النبیین کی جو تفسیر کی وہ سطحی خیالات کی آئینہ دار اور تفسیر بالرائے کی ایک مثال ہے جس کی عقل حامی ہے نہ نقل۔

واقعۂ زید و زینب کے بعد اس آیت کریمہ کے لانے کا حقیقی سبب یہ تو ہے کہ اس کے ذریعہ ایک بڑے شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام بلند کی تصریح کی گئی ہے حضرت زید کی مطلقہ بیوی سے نکاح کرنے کے بعد یہ بات عالم آشکارا ہو گئی کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بیٹے نہیں۔ اس لئے وہ لوگ جو پرانے دستور کے مطابق ان کو آپ کا بیٹا سمجھتے ہوں گے انہیں یہ فکر دامن گیر ہوئی ہوگی۔ اب آپ کا سلسلہ جسمانی کیسے چلے گا۔ خدا نے اس شبہ کا ازالہ کیا اور فرمایا کہ اگر حضرت زید سے آپ کا رشتۂ ابوت ختم ہو گیا تو دلگیر مت ہو۔ خدا نے آپ کو اس سے ہزار ہا گونہ زیادہ فضائل عطا کئے ہیں۔ آپ کو انبیاء رسول اور نبیوں کا مصدق و سردار بنایا ہے عام انسانوں کا ذکر کیا۔ آپ کی فرزندی کا شرف تو انبیاء کو بھی عطا ہوگا۔ اس آیت کریمہ پر تدبر کرنے سے یہ بات بالکل آشکارا ہو جاتی ہے۔ پوری آیت یوں ہے۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین و کان اللہ عزیزاً حکیما۔

"محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے"

اس آیت کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں ابوت کی نفی کی گئی ہے۔ اور دوسرے میں "ختم نبوت" کا اثبات کیا گیا ہے۔ اگر اس جگہ "ختم نبوت" کسی منفی پہلو کا حامل ہو۔ اور اس کا ترجمہ یہ کیا جائے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو آیت بے معنی سی ہو جاتی ہے۔ اور مقام مدح میں تو مفہوم مخالف پیدا کر دیتی ہے۔ چونکہ اس صورت میں رشتہ ابوت کے ساتھ سلسلہ نبوت کی بھی نفی ہو جاتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ان میں سے کسی ایک کا استعمال بھی تعریف و توصیف کے محل میں موزوں نہیں کسی کا لاولد مر جانا کوئی خوبی کی بات نہیں۔ ایسا انسان دم بریدہ محروم الارث اور مقطوع النسل سمجھا جاتا ہے۔ اب اگر دوسرے حصہ آیت یعنی خاتم النبیین کا معنی یہ ہو کہ آپ نے سلسلۂ نبوت بھی بند کر دیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمانی سلسلہ چلا نہ روحانی معاذ اللہ آپ دونوں اعتبار سے بے نام،

[1] عہدہ امارت قبول کرتے وقت انہوں نے یہ دعویٰ کیا (روداد جماعت اسلامی حصہ اول) منہ

ٹھہرے۔ اور لغوی ونحوی طور پر تو یہ آیت ہی بالکل بے معنی سی ہو کر رہ جاتی ہے۔ جب دونوں حصوں میں نفی ہی نفی ہوگی۔ تو "لٰکن" کا استعمال مہمل ہو جائے گا۔ "لٰکن" استدراک کے لئے آتا ہے۔ یعنی پہلے جملے میں جس چیز کی نفی کی جاتی ہے۔ دوسرے حصے میں "لٰکن" لاکر اسی کے مقابل کسی دوسری چیز کا اثبات کیا جاتا ہے۔ یا اس کے برعکس بیان آیت کے پہلے حصہ میں سلسلہ جسمانی کی نفی ہے لہٰذا دوسرے حصہ میں سلسلہ روحانی کا اثبات ہونا چاہیئے۔ اسی صورت میں آیت بامعنی ہو سکتی ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اسی نکتہ کی طرف توجہ دلائی۔ اور جب ہم نے خالی الذہن ہو کر ان کی تحقیق پر غور کیا تو اسے معرفت و محبت کی حلاوت سے معمور پایا۔ اس صورت میں ہم کو خدا کے قول و فعل میں بھی تطابق نظر آیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات نبوت سے بھی آگاہی ہوئی۔

بعثتِ انبیاء کے سلسلہ میں خدا کی وہ سنت جس کا اس نے آدم و اولادِ آدم سے وعدہ کیا ہے یہ ہے۔

قلنا اھبطوا منھا جمیعا فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

"ہم نے آدم اور ان کے ساتھیوں سے کہا کہ یہاں سے ہجرت کر جاؤ۔ پس جب جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے۔ تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا اس کے لئے کوئی خوف نہیں نہ وہ غمگین ہونگے"

یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

"اے اولادِ آدم تمہارے پاس تمہاری ہی جنس سے ضرور رسول آئیں گے۔ وہ تمہارے سامنے میری آیات بیان کریں گے۔ تو جو تقویٰ حاصل کرے گا اور اپنی اصلاح کرے گا ان کو نہ کوئی خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں گے"

ان آیات کی روشنی میں جب ہم تاریخ عالم کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو دیکھتے ہیں کہ جو خدا نے وعدہ کیا ہر زمانہ میں اس کو پورا کیا۔ کم سے کم ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی شہادتیں ہم تسلیم کرتے آ رہے ہیں۔ جنہوں نے اپنے اپنے عہد میں مبعوث ہو کر وعدۂ الٰہی کی تجدید کی۔ اسی بناء پر ہم یہ کہتے ہیں کہ جناب مودودی صاحب کی تفسیر "خاتم النبیین" سراسر منطوقِ آیت کے خلاف ہے اور سنتِ الٰہی کے معارض۔ خدا کی سب سے بڑی سنت جس کے ذریعہ وہ دنیا کو اپنا چہرہ دکھاتا ہے۔ اور طالبانِ وصل کو اپنے قرب کی راہ بتاتا ہے۔ آخر آج وہ کیسے منسوخ ہو گئی۔ کیا خدائے پاک کا اپنی سنت کے متعلق یہ ارشاد کہ

فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا

(فاطر ع۵) آج غلط ہو گیا؟ لہٰذا حق یہ ہے کہ آج جو شخص بعثتِ محمدی کے بعد دروازۂ نبوت بند کر دیتا ہے۔ اس کا یہ فعل صرف سلسلۂ نبوت کے ساتھ استہزاء نہیں بلکہ سنت الٰہیہ کے ساتھ تمسخر اور صفاتِ الٰہیہ کو معطل کرنے کے مترادف ہے۔ انسان اس عقیدہ کو ایجاد کر کے خدا پر دو طرفوں سے حملہ کرتا ہے۔ پہلا حملہ اس کے قول پر ہوتا ہے۔ دوسرا اس کے فعل پر۔ پھر وہ انسان جس کے ہاتھ میں یہ دو دھاری تلوار ہوتی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت پر بھی حملہ کر دیتا ہے۔ اگر آپ کی راہ میں مجاہدہ و ریاضت کرنے والے ظلی و بروزی طور پر بھی آپ کے مثیل نہ بن سکیں تو پھر اس آیت کریمہ کا کیا مطلب ہوگا۔

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین۔ (آل عمران ع۱۷)

"بے شک اللہ نے مومنوں پر احسان کیا۔ جب ان کے درمیان ایک رسول مبعوث کیا۔ جو ان پر اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں۔ اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ اگرچہ وہ پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"

اس آیت مبارکہ میں آپ کی بعثت کی ایک غرض تزکیہ نفس بھی بتائی گئی ہے۔ اور یہ ایک ایسا فریضہ ہے۔ جو تمام نبی انجام دیتے آ رہے ہیں۔ پہلے نبیوں کی جدوجہد کے نتیجے میں ہزارہا انسانی تقدس و بزرگی کے بلند مقام پر پہنچ چکے ہیں۔ یہ ان انبیاء کے فیوض روحانی کا نتیجہ تھا قرآن کریم نے ان انبیاء کرام کے افاضہ کا اس طرح ذکر کیا ہے۔

والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ فاولٰئک ھم الصدیقون والشھداء (الحدید ع۲)

"اور جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے پس وہی صدیق و شہید ہیں۔"

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے انبیاء اپنی امت کو مقام صدیقیت تک پہنچا چکے ہیں اب اگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض بھی انسان کو مقام صدیقیت تک پہنچا کے رک جائے تو آپ کی قوتِ قدسی ان انبیاء سے زیادہ کامل کیسے سمجھی جائے گی۔ اہلِ نظر کمیت پر کیفیت کو ترجیح دیتے ہیں۔ لہٰذا اہلِ نظر کو سوچنا چاہیئے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض روحانی ان نبیوں کے فیض پر کیسے فوقیت رکھتا ہے۔ اس جگہ تو نوح علیہ السلام ابراہیم۔ موسیٰ علیہم السلام بھی اپنی اپنی امت کو پہنچا چکے ہیں۔ آپ کا مقام ان انبیاء کے مقام سے بلند ہے۔ لہٰذا ہمارا درجہ بھی ان امتوں کے درجہ سے بالا ہونا چاہیئے۔ اور بعثتِ محمدی سے اللہ تعالیٰ کا منشاء یہی تھا اسی لئے اس نے ہم کو سورۂ فاتحہ والی دعا سکھائی۔

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

یعنی اے خدا ہم کو سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ دکھا جن پر تو نے اپنا انعام نازل کیا ہے۔ مغضوب و گمراہ لوگوں کی راہ نہ دکھانا اور سورہ نساء میں یہ مژدہ دیا۔

ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا (نساء ع۹)

"جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ خدا کے انعام یافتہ بندے انبیاء و صدیق، شہداء، و صالحین کے ساتھ ہوں گے اور یہ کیسے اچھے ساتھی ہیں۔"

ان آیات میں خدا نے ہمیں یہ بشارت دی ہے کہ اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا ہو کر دعا کرو اور تمہاری دعا سن لی جائے تو تم دیکھو گے کہ مقام صدیقیت کے اوپر انوارِ نبوت ہیں جہاں پہنچ کر تم اپنے دل میں بھی انوارِ نبوت کی جھلک پاؤ گے۔ پھر ایک ایسا مقام آئے گا کہ تمہارے دل پر فیض خاتم النبیین کا دریچہ کھولا جائے گا۔ اور تمہارا آئینہ بھی آفتابِ محمدی کی روشنی سے جگمگا اٹھے گا۔ اس وقت کائنات کا ذرہ ذرہ پکار کر کہے گا کہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاس قدسیہ نے اپنی امت کو اس مقام پر پہنچا دیا۔ جہاں جانے سے پہلی امتوں کے پر جلتے تھے۔ شیخ سعدیؒ نے قول جبرئیل کی خوب تضمین کی ہے

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

کیا تزکیہ نفس کی ایسی شاندار مثال کسی اور نبی کی زندگی میں مل سکتی ہے؟ مگر افسوس ہے کہ فقیہانِ اُمت پر جو حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے سر سے ختم نبوت کا یہ تاج اتارنا چاہتے ہیں۔ اور تعجب ہے ان مفتیانِ دین پر جو آپ کے بدن سے فضل و منقبت کی یہ عبا چھیننا چاہتے ہیں مگر وہ خدا جو ناموس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نگہبان ہے اسکی تدبیر بھی بڑی مخفی ہوتی ہے اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ نبوت سے دنیا کو دوبارہ روشناس کرانے کیلئے النبیین کے نقشِ قدم پر ایک نسل کو مبعوث کیا۔ انہوں نے صدق و اخلاص سے آپ کی محبت اور اجرا خلوت و جلوت میں آپ سے محبت کی۔ اور دربارِ رسالت میں آپکا جاہ و جلال ظاہر کرنے کیلئے خدا سے ناصر ہو خدا نے اسکی فریاد سنی۔ اس کو جواب دیا کہ تم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہر قسم کی برکات ملیں گی۔ کل برکۃ من محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ جو خدائے پاک سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیق محبت کا خواستگار رہا تھا۔ جب اپنے حجرۂ خلوت سے نکلا تو وہ والشفع والوتر کا کامل مصداق تھا وہ ظاہری خط و خال کے لحاظ سے غلام احمد تھا لیکن اپنے باطن اور معرفت محمدی کے لحاظ سے خود محمد و احمد تھا جسے دیکھا کہ دنیا اسکے درپے آزار ہو گئی۔ مگر وہ اس مقام جذب و فنا میں پہنچکر بہت خوش تھا اور بار بار یہ شعر گنگناتا تھا

ہم ہوئے خیر اُمم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

(باقی)

## قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹیؓ کا انتقال

جناب قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹیؓ ولد قاضی ضیاء الدین صاحبؓ مرحوم اور سیر مورخہ ۲۹ ۱۱/۵۲ کو ربوہ میں وفات پا گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ۳۱۳ اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے تھے۔ والد بزرگوار بھی مخلص صحابہ میں سے تھے۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۳۰/۱۱/۵۲ کو بعد نماز جمعہ نماز جنازہ پڑھائی اور ربوہ ہی میں قطعہ صحابہ میں امانتاً دفن کیا گیا۔

## دعائے مغفرت

میرے چھوٹے بھائی عزیز منیر احمد صاحب بعمر ۱۴ سال طویل علالت کے بعد مورخہ ۹ ۱۱/۵۲ کو سات بجے شام اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ جملہ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ مرحوم کی بلندیٔ درجات کیلئے دعا فرمائیں اور جنازہ غائب ادا فرما کر ممنون فرمائیں۔ خاکسار بی ایم صاحب اختر نسیم ۲۲ کرشن نگر شیخوپورہ

# تحریک درویش فنڈ بابت وصولی ماہ اکتوبر ۱۹۵۳ء کی فہرست

جن احباب کی طرف سے ماہ اکتوبر میں درویش فنڈ کی رقوم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں وصول ہوئی ہیں ان کی اسم وار فہرست ذیل میں بغرض دعا شائع کی جا رہی ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اس فنڈ کی ضرورت اور اہمیت کے متعلق پیشتر ازیں مختلف اوقات پر بذریعہ اخبار "بدر" اور انفرادی و جماعتی تحریکات توجہ دلائی جا چکی ہے اور اس فنڈ کے بڑھانے کے متعلق حضرت اقدس کا ارشاد بھی جماعتوں تک پہنچایا جا چکا ہے۔

موجودہ آمد درویشان کے مستقل ماہوار ضروری اخراجات کے مقابل پر بہت کم ہے اور اس میں ابھی بہت زیادہ اضافہ کی ضرورت ہے۔ بہت سے افراد ایسے بھی ہیں جنہوں نے ماہوار وعدے مرکز میں بھجوائے تھے۔ مگر ان کی طرف سے ادائیگی میں باقاعدگی اختیار نہیں کی جا رہی۔

ایسے احباب کو چاہیئے کہ اپنے وعدوں کی ادائیگی کی طرف فوری متوجہ ہوں۔ اور جو دوست تا حال کسی وجہ سے وعدہ نہ کر سکے ہوں۔ وہ اپنے وعدے بھجوائیں اور ایسے افراد جو اپنے حالات کے مطابق ہر ماہ ادائیگی سے معذور ہوں تو ان کو چاہیئے کہ وقتاً فوقتاً بالمقطع اس فنڈ میں کچھ نہ کچھ ادا کر کے اس تحریک کے ثواب میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

## فہرست وصولی درویش فنڈ ماہ اکتوبر ۱۹۵۳ء

| نمبر شمار | نام معطی | رقم | نمبر شمار | نام معطی | رقم |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | شیخ صالح محمد صاحب بیر دبی | ۶۴/۱۴/- | ۱۸ | لجنہ اماء اللہ حیدرآباد دکن | ۲۸/۱/- |
| ۲ | خلیل الدین صاحب سری پار | ۱/-/- | ۱۹ | جماعت احمدیہ دیو درگ | ۳/۸/- |
| ۳ | نسیم احمد صاحب آرہ | ۱۵/-/- | ۲۰ | محمد سلیمان صاحب جمشید پور | ۲/-/- |
| ۴ | سید اختر احمد صاحب پٹنہ | ۲۰/-/- | ۲۱ | احمد حسین صاحب وکیل خورداپور | ۱/-/- |
| ۵ | ڈاکٹر محمد سعید صاحب جے پور | ۴۰/-/- | ۲۲ | کرم علی صاحب کرڈاپلی | ۵/-/- |
| ۶ | ,, محمد لطیف صاحب جے پور | ۴۰/-/- | ۲۳ | شیخ کریم صاحب ,, | ۱/-/- |
| ۷ | شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال قادیان | ۳/-/- | ۲۴ | علی محمد صاحب ,, | ۲/-/- |
| | | | ۲۵ | جعفر میر صاحب ,, | ۱/-/- |
| ۸ | میاں عبدالرحمن صاحب ٹیلر کوٹلہ | ۱۰/-/- | ۲۶ | محمد امیر بخش صاحب ,, | ۵/-/- |
| ۹ | میجر بشیر احمد صاحب مالیر کوٹلہ | ۵/-/- | ۲۷ | شہامت خاں صاحب موسیٰ بنی مائینز | ۲/-/- |
| ۱۰ | سہیلہ خاتون صاحبہ بھاگلپور | ۵/-/- | | | |
| ۱۱ | یعقوب الرحمن صاحب نگھرہ | ۱۵/-/- | ۲۸ | سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ | ۸۰/-/- |
| ۱۲ | مقتدرہ خاتون صاحبہ ,, | -/۸/- | | | |
| ۱۳ | دری خاں صاحب کیرنگ | ۲/-/- | ۲۹ | فیروز الدین صاحب جموں | -/۸/- |
| ۱۴ | والدہ انوار الحق راٹھیہ صاحبہ قمر علی احمد سمبلپور اڑیسہ | ۱/-/- | ۳۰ | ایم ابراہیم صاحب کٹی چینگاڈی | ۱/-/- |
| | | | ۳۱ | کے۔ ایم علی صاحب ,, | ۱/-/- |
| ۱۵ | اہلیہ صاحبہ سید عبدالقدیر صاحب کٹک (اڑیسہ) | ۱۰/-/- | ۳۲ | بی۔ احمد صاحب سکرٹری ماہ پینگاڈی | ۱/-/- |
| ۱۶ | عبدالصمد احمد صاحب بلاڑگ | ۲/-/- | ۳۳ | قاضی شریف الدین صاحب کوئٹہ | ۱/۴/- |
| ۱۷ | جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن | ۵/۳/- | ۳۴ | نعیم احمد صاحب بہاولپور | ۵/-/- |

## خاندان حضرت مسیح موعودؑ میں ولادت باسعادت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گلستان احمدؑ میں ایک اور نونہال کا اضافہ ہوا ہے۔ بتاریخ ۸ نومبر کی درمیانی شب بمقام رتن باغ لاہور اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے پرنسپل تعلیم الاسلام کالج لاہور کو محترمہ سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کے بطن سے فرزند عطا کیا ہے۔ جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نبیرہ اور حضرت نواب محمد علی خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نواسہ ہے۔ ہم تمام درویشان قادیان اور جماعتہائے ہندوستان کی طرف سے ہر دو خاندانوں کو صمیم قلب سے ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہوئے نومولود مسعود کے لئے دست بدعا ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی برکات اور دعاؤں سے وافر حصہ پانے والے ہوں ؎

آک سے ہزار ہوویں
مولا کے یار ہوویں

## درخواستہائے دعا

۱۔ جناب مولوی برکات احمد صاحب ناظر امور عامہ و ایڈیٹر بدر تا حال علیل ہیں۔ بیماری میں قدرے افاقہ ہے۔ مکمل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (۲) جناب مولوی عبداللہ صاحب فاضل مبلغ جنوبی ہند عرصہ سے ذیابیطس کے عارضہ سے بیمار ہیں۔ اپنی کمزور صحت کے باوجود تربیت و تبلیغ کے فریضہ میں مصروف ہیں۔ احباب ان کے حق میں صحت و سلامتی کے ساتھ خدمات دین بجا لانے کی توفیق پانے کے لئے دعا فرما دیں۔

## اعلان نکاح

میری پھوپھی جان عزیزہ بیگم صاحبہ ۷-۸-۷ کا نکاح مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے مسجد مبارک ربوہ میں بعوض مہر بارہ صدر روپیہ ملک محمد شفیع صاحب خالد ملازم دفتر سی۔ ایم۔ اے مہتمم تحریک جدید راولپنڈی کے ساتھ پڑھا۔ احباب سے اس کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

رشید الدین ملک جماعت ششم مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دارالامان

## موٹر حادثہ اور وفات

مورخہ ۸-۱۱-۵۳ کو جب میں اپنی اہلیہ سمیت گوجرانوالہ کے قریب کار میں سفر کر رہا تھا کہ کار ایک درخت کے ساتھ ٹکرا کر چکنا چور ہو گئی۔ اور اس حادثہ میں میری اہلیہ کا موقعہ پر انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ ربوہ پہنچایا گیا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی اور مرحومہ کو مقبرہ بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ احباب کرام سے نماز جنازہ غائب ادا کرنے اور مرحومہ کے بلندی درجات کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(سید عبدالحی آف منصوری حال لاہور)

## دوست اچھی طرح ذہن نشین کر لیں

کہ

"موجودہ دور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دور ہے یہ بھی ایک عظیم الشان دور ہے اور اس کے کاموں کا اثر قیامت تک باقی رہنے والا ہے۔ اس لئے جو شخص آج اس دور کے کسی اہم کام میں حصہ لیتا ہے اور اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق کام کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے بہت بڑا اجر پانے کا مستحق ہے۔"

"مرنے سے پہلے اور وقت کے ہاتھ سے نکل جانے سے اس تحریک میں حصہ لے لو کہ اس اُمت پر پھر یہ دن نہیں آئیں گے۔"

سابقون الاولون کا انیس سالہ پہلا دور ماہ نومبر کے آخر میں ختم ہو رہا ہے اور اس دور کے مخلصین کے نام دفتہ اور انیس سالہ اشاعت اسلام میں دی ہوئی امداد دکھائی جائے گی۔ دی جانے والی ہے۔ آپ اپنے حساب کا جائزہ لیں۔ اگر انیس سال میں سے کچھ بقایا ہے تو اس ماہ میں ادا کر کے نام فہرست میں لکھوائیں۔ مجاہدین تحریک جدید دفتر اول و دفتر دوم کو دفتر ہذا کی طرف سے یاددہانی ارسال کی گئی ہے کہ وہ اس آخری ماہ نومبر میں اپنے وعدہ کی رقم سو فیصدی ادا کر دیں۔ اور دفتر اول کے مجاہدین اگر ان کا کوئی اور سال بھی بقایا ہے تو ادا کر کے اپنا نام انیس سالہ فہرست میں درج کروائیں کیونکہ بغیر انیس سال ادا ہونے کے نام فہرست میں نہیں آئے گا۔ (وکیل المال تحریک جدید قادیان)

## شکریہ احباب

میں اپنے لڑکے عزیزم یونس سلمہ اللہ کی ایم بی بی ایس کی کامیابی پر ان تمام بزرگوں اور دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کے لئے دعا کی تھی۔ نیز ان سے ملتجی ہوں کہ وہ اپنی دعاؤں کو جاری رکھیں تا اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو اور کامیابی عطا کرے۔ آمین۔

خاکسار محمد یوسف ڈسٹرکٹ انجینئر ایکسپرٹ آفیسر بھاگلپور۔

## ولادت

قادیان ۱۶ نومبر کو چوہدری محمود احمد صاحب بشر کارکن دفتر دعوۃ و تبلیغ قادیان کے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ خدا تعالیٰ عزیز نومولود کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

**درخواستہائے دعا** ۱۔ خاکسار کے اکرم مولوی صمصام الدین احمد صاحب مبلغ اڑیسہ مقیم سری پار کچھ عرصہ سے مالی پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے۔ نیز خاکسار کے خادم دین بننے کیلئے درد دل سے دعا فرمائی جائے۔ (احقر سید جلال الدین احمد احمدی) ۲۔ بھی

چھوٹی ہمشیرہ کئی دنوں سے سخت علیل ہے اور خود میری طبیعت بھی خراب ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار مرزا غلام نبی کمال گنگٹ

## سلطان ابن سعود

"سلطان ابن سعود" ۹ر نومبر ۱۹۵۳ء بروز پیر مکہ معظمہ کے نزدیک طائف کے مقام پر انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ موجودہ صدی کے بڑے آدمیوں میں سے ایک تھے۔ آپ نے ۱۸۸۱ء میں صوبہ نجد کے صدر مقام ریاض میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد عبدالرحمٰن ابن فیصل اپنے بھائیوں میں سے سب سے چھوٹے تھے۔ امیر فیصل ۱۸۳۴ء سے ۱۸۶۸ء نجد کے امیر تھے ان کی وفات کے بعد ان کے دو بڑے لڑکوں میں امارت کے لئے جنگ ہوئی۔ اس انتشار سے نجد کے ایک اور امیر ابن رشید نے فائدہ اٹھایا اور ۱۸۹۱ء میں ان کے خاندان کو نجد سے نکال دیا ۱۹۰۰ء میں ابن سعود کے والد عبدالرحمٰن نے ابن رشید پر حملہ کیا لیکن شکست کھائی۔ اس شکست کی وجہ سے وہ تو گوشہ نشین ہو گئے اور اپنے بڑے بیٹے عبدالعزیز کو جانشین بنایا۔ عبدالعزیز نے تھوڑے سے آدمیوں کی معیت میں ریاض پر چڑھائی کی اور فتحیاب ہوئے اسکے بعد گذشتہ جنگ عظیم شروع ہوئی جس میں عبدالعزیز ابن سعود نے ترکوں کے خلاف حصہ لیا اور جب مشرق وسطیٰ کے بہت سے علاقے ترکوں کے قبضہ سے نکل گئے تو ایک بڑے علاقہ پر سلطان ابن سعود کو اقتدار حاصل ہو گیا۔ ان کی نظر اپنے پڑوسی شریف حسین گورنر حجاز پر پڑی جو عیاشی میں پڑ گیا تھا اور جس کا نظام سلطنت تباہ ہو گیا تھا۔ وہ علاقہ بھی بغیر گولی چلائے ان کے قبضہ میں آگیا۔ خوش قسمتی سے ۱۹۳۳ء میں سرزمین عرب میں تیل کے چشمے دریافت ہوئے جن کی وجہ سے ملکی حالت کی کایا پلٹ گئی آپ نے اس کا ٹھیکہ امریکن کمپنی کو دیکر اپنی بیدار مغزی اور معاملہ فہمی کا ثبوت دیا۔ تیل کی دریافت سے قبل عرب کی آمد صرف ایک لاکھ پونڈ تھی۔ مگر اب صرف تیل کی آمد ۵½ کروڑ پاؤنڈ ہے اس طرح ابن سعود کی کل آمد تیس کروڑ پاؤنڈ سالانہ ہے ملک کی آبادی ۶۰ لاکھ افراد اور رقبہ ساٹھ لاکھ مربع میل ہے۔ ابن سعود کے ۲۶ لڑکے زندہ ہیں جو مختلف عہدوں پر فائز ہیں بڑے صاحبزادے امیر سعود ابن عبدالعزیز آپ کے جانشین مقرر ہوئے ہیں۔ چھوٹے صاحبزادے امیر فیصل وزیراعظم بنا دیئے گئے ہیں۔ سلطان ابن سعود نے سادہ زندگی بسر کی۔ نہ کبھی تمباکو پیا نہ شراب۔ آپ کا سارا جسم لڑائیوں کے نشانوں سے بھرا ہوا تھا۔

سلطان مرحوم کی وفات ایک قابل جرنیل، مدبر بادشاہ، نجد و حجاز میں امن و امان قائم کرنیوالی عظیم ہستی کی وفات ہے

## مختصر اور ضروری خبریں

**نئی دہلی۔** ۱۴ر نومبر۔ آج ہندوستان بھر کے بچوں نے چاچا نہرو کا ۶۵ واں یوم پیدائش منایا۔ اس سلسلہ میں دہلی۔ لکھنؤ۔ اور دوسرے مقامات پر خصوصی تقاریب ہوئیں۔ دہلی میں نیشنل اسٹیڈیم میں ۵۰ ہزار بچوں نے چاچا نہرو کے یوم پیدائش کی تقریب منائی۔ سارا اسٹیڈیم مردوں عورتوں اور بچوں سے بھرا ہوا تھا۔ مرکزی وزراء سفراء دہلی کے چیف منسٹر اور وزراء ملی اور مرکزی و ریاستی حکومت کے اعلیٰ حکام، حاضرین میں قابل ذکر ہیں۔ جب پنڈت نہرو اسٹیڈیم میں آئے تو سارا میدان پنڈت نہرو زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ اسٹیڈیم کے دروازہ پر بچوں نے ان کا استقبال کیا۔

بعد میں بچوں نے ان کو گارڈ آف آنر پیش کیا۔ پنڈت نہرو نے جیپ میں سوار ہو کر بچوں کو دیکھا۔ بچوں نے بعد میں ناچ کا مظاہرہ کیا۔ اور پنڈت نہرو کو تحفے دیئے۔ وزیراعظم کو ان کے یوم پیدائش پر ہزاروں تحائف پیش کئے گئے۔ بعد میں پنڈت نہرو نے بچوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور ان کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ خوشحال ہندوستان کی تعمیر کے لئے بچوں کو بڑے ہو کر زبردست خدمات انجام دینی ہوں گی۔ بچوں کو اب اس عظیم ذمہ داری کے لئے تیار رہو جانا چاہیئے۔

**نئی دہلی۔** ۱۴ر نومبر۔ ۱۹۵۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ پنجاب کی آبادی میں شرح پیدائش ۵ فی صد اضافہ کے باوجود ۵ فی صد کی کمی ہوئی ہے۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ ہندوستانی پنجاب سے مغربی پنجاب جانے والے مسلمانوں کی تعداد مغربی پاکستان سے آنے والے ہندوؤں اور سکھوں سے ۲۱ لاکھ زیادہ ہے

ایک اور قابل ذکر امر یہ ہے کہ ہماچل پردیش کی ریاست بلاسپور کے ۱۴۹۸ مسلمانوں میں سے ۱۳۹۴ مسلمان یہیں ہیں۔ ہندوستانی پنجاب کے اس علاقہ میں جہاں پنجابی بولی جاتی ہے۔ اس وقت بھی اسی ہزار مسلمان موجود ہیں یہ زیادہ ضلع مالیر کوٹلہ میں آباد ہیں۔

ہندوستانی پنجاب اس وقت اردو صحافت کا بہت بڑا مرکز ہے۔ یہاں اردو کو زبردست مقبولیت حاصل ہے۔ یکم جنوری ۱۹۵۱ء کو پنجاب میں ۲۶ اردو روزنامے۔ ۲ پنجابی روزنامے اور ایک ہندی روزنامہ۔ ۴ انگریزی رسالے ۳۰ اردو رسالے ۹۴ ہفتہ وار اردو پرچے پنجاب میں شائع ہو رہے تھے۔ پنجابی کے رسالوں اور ہفتہ وار پرچوں کی تعداد صرف ۲۴ تھی اور ہندی کے ہفتہ وار پرچوں اور رسالوں کی مجموعی تعداد فقط ۱۴ تھی۔

**بنگلور۔** ۱۴ر نومبر۔ کورگ کی پر اسرار لڑکی دھن لکشمی کے کچھ کھائے پیئے بغیر زندہ رہنے کا معمہ بالآخر حل ہو گیا۔ اور یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کی طرح کھاتی پیتی تھی بعض لوگوں نے ذاتی منافع حاصل کرنے کے لئے اس کے بارے میں سولہ ماہ سے کچھ نہ کھانے پینے کا پروپیگنڈا کیا تھا۔

اس کی دیکھ بھال پر مامور ڈاکٹر نے بتایا کہ ہسپتال میں داخل ہونے کے تین روز بعد ہی اس نے کھانا مانگا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دعویٰ غلط ہے کہ اس نے کئی ماہ سے کچھ کھایا پیا نہیں۔ ڈاکٹر نے مزید بتایا کہ دھن لکشمی اب گھر واپس نہیں جانا چاہتی۔ بلکہ بنگلور میں رہ کر نرس بننا چاہتی ہے۔ ڈاکٹروں کی رپورٹ عنقریب مرکزی حکومت کو بھیجدی جائے گی۔ ڈاکٹروں نے دھن لکشمی کو ایک کمرہ [illegible] رکھا تھا۔ اور اس کے والدین کو اس سے ملنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا۔

## نکاح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۷-۱۱-۵۳ کو ربوہ میں محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کا نکاح مکرمہ صادقہ خاتون صاحبہ بنت مکرم قریشی محمد یونس صاحب آف بریلی کے ساتھ بعوض ڈیڑھ ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔

اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔ ادارہ بدر کی طرف سے مکرم مولوی صاحب اور قریشی صاحب کے خاندان کی خدمت میں مبارکباد پیش ہے۔